السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ زید کی بیٹی ہندہ عرصہ نوبرس سے عدم بلوغیت کے زمانے میں بیوہ ہوئی اس درمیان میں چند جگہ سے پیغام نکاح بھی ہندہ کے آئے مگر زید نے بوجہ پابندی رسم وعیب وبرا سمجھنے کے نامنظور کیا آخر ہندہ زید کے مکان سے باہر آئی اور جماعت مسلمین کے سردار کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ میرا نکاح فلاں شخص سے جلد پڑھا دیجیے ورنہ حرام کاری کی مرتکب ہوجاؤں گی اور میرے والد کو مت خبر دیجیے ورنہ وہ نکاح نہ ہونے دیں گے سردار صاحب کو بہت خیال ہوا اور دریافت کر کے ایک جماعت مسلمین کے روبرو خود قاضی و وکیل وولی بن کر ہندہ کا نکاح پڑھوا دیا جب اس کے والد وغیرہ کو خبر ہوئی تو اس کو زدوکوب کر کے پکڑ کر مکان میں لے گئے اور یہ مشہور کیا کہ ہندہ کہتی ہے کہ وہ نکاح میری منظوری سے نہیں ہوا اور ہم کو منظور نہ تھا یہ کہنا زید کا یا ہندہ کا معتبر ہے یا نہیں اور یہ نکاح بیوہ کا جو ولی اقرب کے ہوتے ہوئے ابعد سردار مسلمین نے پڑھوایا صحیح ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عورت کے نکاح میں عورت کا اذن بھی ضروری ہے اور اس کے ولی کا اذن بھی۔ اگر عورت ثیبہ ہے تو اس کا صریح اذن ضروری ہے اور باکرہ ہے تو صریح اذن ضرور نہیں اس کا سکوت بھی کافی ہے تو اگر عورت کا نکاح بلا اذن اس کے کر دیا جائے تو صحیح نہیں جب تک کہ وہ منظور نہ کرے ہاں جس عورت کا کوئی ولی نہ ہو یا ہو۔ لیکن عورت کو نکاح کرنے سے روکتا ہو جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو ان دونوں صورتوں میں سلطان یعنی سردار جماعت مسلمین ہی اس عورت کا ولی ہے اس کے اذن سے اس عورت کا نکاح صحیح ہے فی المشکاۃ (ص 362)

1۔ عن أبي ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال "لا تنکح الأیم حتی تستأمر ولا تنکح البکر حتی تستأذن" قالوا یا رسول اللہ وکیف إذنہا قال "أن تسکت". (متفق علیہ)[1]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " بیوہ یا مطلقہ کا نکاح اس کے حکم کے بغیر نہ کیا جائے اور کنواری سے بھی اجازت لی جائے ۔ "لوگوں نے پوچھا اس کی اجازت کس طرح ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "یہ کہ خاموش ہو جائے ")

2۔ وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ نکحت بغیر إذن ولیہا فنکاحہا باطل باطل باطل فإن لم یکن لہا ولی فالسلطان ولی من لا ولی لہ "[2]

(آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو عورت بغیر ولی اجازت کے نکاح کرے ۔ اس کا نکاح باطل ہے اگر جھگڑا ہو جائے تو بادشاہ ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو)

وفی نیل الاوطار (ص 226)

"فاذا لم یکن ثمہ ولی او کان موجودا وعضل انتقل الامر الی السلطان لانہ ولی من لا ولی لہ کما اخرجہ الطبرانی من حدیث ابن عباس وفی اسنادہ الحجاج بن ارطاۃ"

اگر نکاح میں ولی موجود نہ ہو یا ہو اور وہ ولایت کے قابل نہ ہو تو بادشاہ ولی ہوگا ۔

وفی فتح الباری (ص 72/5)

"وفی اسنادہ الحجاج بن ارطاۃ وفیہ مقال واخرجہ سفیان فی جامعہ ومن طریقہ الطبرانی فی الاوسط باسناد آخر حسن علی ابن عباس رضی اللہ عنہ بلفظ : لا نکاح الا بولی مرشد او سلطان "

(اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ راوی متکلم فیہ ہے سفیان نے اسے اپنی جامع میں بیان کیا ہے اس کے طریق سے ایک دوسری حسن سند سے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے المعجم الاوسط " میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درج ذیل الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے صحیح ولی یا بادشاہ کے بغیر نکاح نہیں ہے)

باقی رہا یہ امر کہ ہندہ کا یہ نکاح اس کی منظوری سے ہوا یا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر شہادت معتبرہ سے سے ثابت ہو کہ ہندہ کی منظوری سے نکاح مذکور ہوا تھا اور اب بخوف زدو کوب منظوری سے انکار کرتی ہے تو نکاح مذکور صحیح ہو گیا اور اب زید ہندہ کا کہنا کہ یہ نکاح بمنظوری ہندہ نہیں ہوا ہے نا معتبر ہے ورنہ معتبر ہے واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ محمد عبد اللہ (مدرسہ احمدیہ (1298ھ) سید محمد نذیر حسین۔

---

[1]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (4843) صحیح مسلم رقم الحدیث (1419)

[2]۔ مسند احمد سنن الدارمی (2/185) سنن ابی داؤد رقم الحدیث (2083) سنن الترمذی رقم الحدیث (1102) سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (1879)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ: 468

محدث فتویٰ